www.KitaboSunnat.com

PDF Split DEMO : Purchase from www.A-PDF.com to remove the waterm

جبکہ فتنہ میں بُرا پہلو بسا اوقات انسان کا اپنا پیدا کردہ ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ (۸/۷۳) — مسلمانو! اگر تم ایسا نہ کرو گے تو ملک میں فتنہ بپا ہو جائیگا اور بڑا فساد مچے گا۔

ابتلاء اور فتنہ میں مابہ الامتیاز فرق یہ ہے کہ فتنہ میں عام طور پر آزمائش ایسی چیزوں سے ہوتی ہے جن سے انسان محبت کرتا ہے اور ان سے اس کا دلی لگاؤ ہوتا ہے۔ (م ل) چنانچہ قرآن کریم کی یہ آیت:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (۸/۲۸) — اور جان رکھو کہ تمہارے مال اور اولاد بہت بڑی آزمائش ہیں۔

اسی پر قوی دلیل ہے۔ سورۂ بقرہ میں ہاروت اور ماروت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ (۲/۱۰۲) — وہ دونوں اس وقت تک کسی کو جادو نہ سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو (ذریعہ) آزمائش ہیں۔ تم کفر میں نہ پڑو۔

اور یہ کفر جادو کی طلب تھی۔ جس کی ہوس میں وہ لوگ گرفتار تھے۔ اسی ہوس کو فتنہ سے تعبیر کیا گیا۔

ماحصل: (۱) امتحان: اس آزمائش میں سختی کے بجائے نرمی ہوتی ہے اور اس میں سابقہ تعلیم و تربیت کی آزمائش ہوتی ہے۔

(۲) بلاء اور ابتلاء: یہ آزمائش سخت قسم کی ہوتی ہے اور بالعموم ایسے واقعات سے ہوتی جسے دوسرے بھی دیکھ سکیں یعنی حوادث سے ہوتی ہے۔

(۳) فتنہ: بذاتِ خود سخت مگر دل کشی سے ہوتی ہے۔ یعنی بالعموم ایسی چیزوں سے ہوتی ہے جن سے انسان کا دلی لگاؤ ہو۔ دوسرے تو کیا بسا اوقات خود مفتون کو بھی اس آزمائش کا پتہ نہیں چلتا کہ وہ اس میں مبتلا ہے۔

۱۱۔ آسان

کے لیے یسیر (یسر) اور ھیّن (ھون) کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ یسیر: اس کے مادہ یسر میں انفتاح اور خفیف ہونا داخل ہے (م ل) اور یسیر وہ کام ہے جو آسانی اور سہولت کے ساتھ سرانجام پا جائے (ضد: عسیر)

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا (۴/۳۰) — اور جو تعدّی اور ظلم سے ایسا کرے گا۔ ہم اس کو عنقریب جہنم میں داخل کریں گے اور یہ بات اللہ کے لیے آسان ہے۔

۲۔ ھیّن: اس کا مادہ ھون ہے۔ جس میں آسانی کے علاوہ نرمی کا پہلو بھی شامل ہے (م ل) بشرطیکہ اس نرمی میں شُبکی نہ ہو۔ بلکہ نرمی کے ساتھ ساتھ سکینت اور وقار شامل ہو اور یہ صفت قابلِ ستائش ہے، ارشادِ باری ہے:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا (۲۵/۶۳) — اور خدا کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر متواضع ہو کر چلتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَلْ یَدٰہُ مَبْسُوْطَتٰنِ یُنْفِقُ کَیْفَ یَشَآءُ (۵/۶۴) — اور ایسا کہنے کے سبب ان پر لعنت ہو۔ بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں۔ وُہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔

ماحصل: (۱) ربط۔ کسی چیز کو رسی سے باندھنا اور ربط اللہ علیٰ قلبہ۔ اللہ کا کسی کے دل کو مضبوط کر کے صبر عطا فرمانا۔

(۲) شدّ۔ باندھ کر خوب مضبوط کرنا۔ ربط سے ابلغ ہے۔

(۳) غُلّ۔ کچھ خرچ کرنے سے ہاتھوں کا باندھا جانا اور مغلول الید بمعنی بخیل۔

۱۶۔ بُت

کے لیے صَنَم، نُصُب، اَوْثَان، جِبْت، اور طَاغُوت کے الفاظ آئے ہیں،

۱۔ صَنَم (ج اَصْنَام) چاندی، پیتل یا لکڑی کے خود تراشیدہ بت اور مورتیاں وغیرہ (مف م ل) جو قابلِ انتقال اور خرید و فروخت ہوتے ہیں۔ صَنَاعَۃُ الْاَصْنَام۔ بُت فروشی کے فن اور پیشہ کو کہتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ جن کا باپ آزر یہی کاروبار کرتا تھا، اپنے ربّ سے دُعا کرتے ہیں،

وَاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ۔ (۱۴/۳۵) — اور اے پروردگار! مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پرستش سے بچائے رکھنا۔

۲۔ نُصُب، نَصَبَ الشَّیْءَ کے معنی کسی کو سیدھے رخ کھڑا کر دینا اور زمین میں گاڑ دینا اور نَصِیْبٌ وُہ پتھر ہے جو بطور نشان راہ گاڑا جاتا ہے (مف) اور نَصِیْب پتھر یا لوہے وغیرہ کے اس مجسمے کو بھی کہتے ہیں جو کسی جگہ بغرض عبادت نصب کر دیا گیا ہو۔ یہ مجسمے عمومًا نبیوں، ولیوں اور پیروں یا بادشاہوں کے ہوتے ہیں۔ اور ایسے مقامات جہاں یہ مجسمے نصب ہوں انہیں تھان کہا جاتا ہے۔ اور اس کی جمع نُصُب اور اَنْصَاب آتی ہے۔ قرآن میں ہے:

وَمَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ (۵/۳) — اور وُہ جانور بھی جو تھان پر ذبح کیا جائے اور یہ بھی پانسوں کے تیروں سے قسمت معلوم کرو۔ (یہ سب کچھ تم پر حرام کیا گیا ہے)

۳۔ وَثَن (ج اوثان) اپنی جگہ ثابت و قائم رہنے والے بت (م ل) یہ بت تراشیدہ اور نصب کردہ نہیں ہوتے۔ بلکہ بعض مخصوص مقامات پتھروں، درختوں، ستاروں یا دریاؤں وغیرہ میں خدا کی صفات کا عقیدہ رکھ کر ان کی عبادت شروع کر دی جاتی ہے۔ اَلْوَثَنِیْ بت پرست کو اور اَلْوَثَنِیَّۃ بت پرستی کو کہتے ہیں (منجد) ارشاد باری ہے،

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (۲۲/۳۰) — تو بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹی بات سے پرہیز کرو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳- رَتَّلَ : رَتَل کسی چیز کی خوبی ، آرائش اور بھلائی کو کہتے ہیں (م۔ ا) اور رَتَّلَ کے معنی سہولت اور حسن تناسب کے ساتھ کسی کلمہ کو ادا کرنا (مف) ہے۔ اور ترتیل بمعنی خوش آوازی سے پڑھنا یا پڑھنے میں خوش الحانی اور حسن ادائیگی حروف کا لحاظ رکھنا ہے (منجد) اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيلًا (۴/۷۳)	اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو (جالندھریؒ)
	اور کھول کھول کر پڑھ قرآن کو صاف (عثمانیؒ)

۴- دَرَسَ : بمعنی بوسیدہ ہونا۔ کہا جاتا ہے، دَرَسَ الثَّوب یعنی کپڑا پرانا اور بوسیدہ ہو گیا اور درس العلم بمعنی علم کو یاد کرنے کے لیے متوجہ ہونا ہے۔ (منجد) اور امام راغب کے نزدیک اس کے معنی علم کو حفظ اور ضبط کر کے اس کا اثر حاصل کرنا ہے۔ اور چونکہ یہ بات مسلسل پڑھنے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے لہٰذا دَرَسَ مسلسل اور باقاعدہ پڑھنے کے معنی میں آتا ہے (مف) ارشادِ باری ہے:

وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ (۳/۷۹)	(اے اہل کتاب!) تم (علما ئے) ربانی بن جاؤ۔ کیونکہ تم کتاب خدا کو سکھلاتے اور پڑھتے پڑھاتے رہتے ہو۔

اور دَرَسَ (دِرَاسَةً) بمعنی پڑھنا پڑھانا اور دَارَسَ (دِرَاسًا) بمعنی ایک دوسرے کو پڑھ کر سنانا باہم پڑھنا (منجد) قرآن میں ہے:

اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۠ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ (۶/۱۵۶)	تاکہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہم سے پہلے دو ہی گروہوں پر کتابیں اتری ہیں اور ہم ان کے پڑھنے پڑھانے سے (معذور اور) بے خبر تھے۔

۵- اَمْلٰى : اَلْاِمْلَاءُ کو اہل لغت دو مادوں کے تحت لائے ہیں۔ (۱) اَمَلَّ يُمِلُّ اِمْلَاءً (ملل) اور (۲) اَمْلٰى يُمْلِيْ اِمْلَاءً (ملی) اور دونوں صورتوں میں املاء کا ایک ہی معنی ہے یعنی تحریر کرانا یا لکھوانا (منجد۔ مف) اور چونکہ املاء کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک آدمی بولتا جاتا ہے اور دوسرا لکھتا ہے۔ تو اس لحاظ سے تُمْلٰى کا لفظ قرآن کریم میں بعض کے نزدیک لکھی ہوئی عبارت کو پڑھ کر سنانے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ (۲۵/۵)	(۱) اور کہتے ہیں کہ یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں جنکو اس نے جمع کر رکھا ہے اور وہ صبح و شام پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔ (جالندھریؒ)
	(۲) اور کہتے ہیں یہ نقلیں ہیں پہلوں کی جن کو اس نے لکھ رکھا ہے سو وہی لکھوائی جاتی ہیں اس کے پاس صبح و شام (عثمانیؒ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ اِذْ : ماضی کے لیے آتا ہے۔ اس کے بعد جملہ ہی آتا ہے۔ یا پھر جملہ محذوف ہوتا ہے۔ جیسے فرمایا:

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (۲/۳۰) — اور جب تیرے پروردگار نے فرشتوں سے کہا، کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔

۲۔ اِذَا : مستقبل میں ظرف زمان کے طور پر آتا ہے۔ اور فعل ماضی پر داخل ہو کر اس میں مضارع کے معنی پیدا کر دیتا ہے۔ جیسے فرمایا:

وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا (۲/۱۴) — اور یہ لوگ جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔

اور دوسرے مقام پر ہے:

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ (۸۱/۱) — جب سورج کو لپیٹ دیا جائے گا۔

اور کبھی اس پر تنوین لا کر مستقبل میں وقت کا تعین کیا جاتا ہے یعنی اِذًا بمعنی اُس وقت۔ اُس صورت میں۔ اُس حال میں۔ جیسے فرمایا:

اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ (۲۹/۴۸) — اس وقت اہل باطل ضرور شک کرتے۔

حِیْن کے بعد بھی اس لفظ کا اضافہ کر کے حِیْنَئِذٍ بمعنی اس وقت کے معنوں میں۔ اور یَوْمَ کے بعد اضافہ کر کے یَوْمَئِذٍ اُس دن کے معنوں میں مختص کر دیا جاتا ہے۔ اور یہ سب مشتقات مستقبل میں ظرف زمان کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

۳۔ لَمَّا : ماضی میں شرط کے لیے آتا ہے۔ جیسے فرمایا:

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ (۱۲/۹۶) — تو جب خوشخبری دینے والا آپہنچا۔

۴۔ كُلَّمَا : بمعنی جب کبھی۔ جب بھی۔ کئی امور میں بطور ظرف زمانی (ماضی) سب کا احاطہ کرنے کے لیے آتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓی اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ (۲/۸۷) — تو جب بھی تمہارے پاس کوئی رسول ایسی باتیں لے کر آیا جن کو تمہارا جی نہیں چاہتا تھا تو تم سرکش ہو گئے۔

ماحصل: (۱) اِذْ : ماضی میں بطور ظرف زمان۔ (۲) اِذَا : مستقبل میں بطور ظرف زمان (۳) لَمَّا : ماضی میں شرط کے طور ظرف زمان۔ (۴) كُلَّمَا : کئی امور کا احاطہ کرنے کے لیے۔

جتلانا دیکھیے "آگاہ کرنا اور خبر دینا" جُدا ہونا کے لیے دیکھیے "الگ ہونا"، اور جُدا کرنا کے لیے "الگ کرنا"

۵۔۔۔ جڑ

کے لیے اَصْل۔ اَعْجَاز اور دَابِر کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ اَصْل : بمعنی کسی چیز کی بنیاد اور درختوں اور پودوں وغیرہ کی جڑ (ضد فرع بمعنی شاخ) (مف منجد) (ج اصول) اور اصول ان قواعد کو بھی کہتے ہیں جن پر کسی علم کی بنیاد ہو (منجد) ارشادِ باری ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باری ہے:

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا (۵/۸) — کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر نہ اُبھارے کہ تم انصاف چھوڑ دو۔

اور شَانِئٌ وُہ شخص ہے جو بدخواہ بھی ہو اور کینہ پرور بھی۔ یعنی عداوت بھی رکھتا ہو اور بغض بھی۔ (مف) یعنی بدترین دشمن۔ اور یہ دشمنی کا تیسرا درجہ ہے۔ (ف۔ل ۱۶۹) ارشادِ باری ہے:

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ (۱۰۸/۳) — بلاشبہ تمہارا دشمن بے اولاد رہے گا۔

۱۲۔ دُعا کرنا ــ دینا

کے لیے دَعَا، سَلَّمَ، حَيّٰى اور صَلّٰى کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

۱۔ دَعَا (دعو) کا معنی پکارنا اور بلانا ہے۔ تاہم یہ لفظ دُعا کرنے اور بددعا کرنے دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اگر اس کا صلہ لَ سے ہو تو دُعا یا اچھی دُعا کے معنوں میں آتا ہے اور اگر علٰی سے ہو تو بددُعا کرنے کا معنی دے گا۔ مثلاً دَعَا لَهٗ اس کے لیے اچھی دُعا کی۔ اور دَعَا عَلَيْهِ بمعنی اس کے لیے بددعا کی۔ (بددُعا کے لیے اس لفظ کا استعمال قرآن میں نہیں ہے) ارشادِ باری ہے:

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ (۲/۶۱) — اور جب تم نے کہا کہ اے موسیٰ! ہم سے ایک (ہی) کھانے پر صبر نہیں ہو سکتا۔ تو اپنے پروردگار سے دُعا کیجئے کہ جو چیزیں زمین سے اُگتی ہیں وُہ ہمارے لیے پیدا کر دے۔

۲۔ سَلَّمَ: بمعنی سلامت رکھنا اور بچانا بھی ہے، سپرد کرنا بھی اور سلامتی کی دعا دینا بھی۔ یعنی السلام علیکم کہنا۔ ارشادِ باری ہے:

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ (۲۴/۶۱) — اور جب تم گھروں میں داخل ہو تو اپنے (گھر والوں) کو سلام کہا کرو۔

۳۔ حَيّٰى: حَيَّ بمعنی زندہ رہنا۔ اور حَيّٰى (تَحِيَّةً) بمعنی کسی کو حَيَّاكَ اللّٰهُ کہنا۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری عمر دراز کرے (منجد) پھر اس لفظ کا استعمال ہر طرح کی اچھی دُعا کے لیے عام ہے۔ اور سلامتی کی دعا یا سَلَّمَ یا سَلَام کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ گویا سَلَّمَ اخص ہے۔ اور حَيّٰى اعم ہے (فق ل ۲۴۰) ارشادِ باری ہے:

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا (۴/۸۶) — اور جب تم کو کوئی دُعا دے تو تم اس سے بہتر (کلمے) سے اسے دُعا دو یا انہیں لفظوں سے لوٹا دو۔

۴۔ صَلّٰى (صلو) صلوٰۃ ایک شرعی اصطلاح ہے جس کا مفہوم نماز پنجوقتہ ہے جو اسلام کا ایک بنیادی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا کہ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ (۱۲/۱۴) یعنی ہم ایک طاقتور جماعت ہیں۔ اور تعصب، نظریہ و عقیدہ کی سختی کو کہتے ہیں کہ انسان حق معلوم ہو جانے کے بعد بھی اسے قبول نہ کرے۔ اور عَصِيْب ایسی چیز ہے جو سخت بھی ہو اور خیر و عافیت سے خالی بھی۔ ارشادِ باری ہے:

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ (۱۱/۷۷)

اور جب ہمارے فرستادہ (فرشتے) لوطؑ کے پاس آئے تو لوطؑ کو ان کا آنا ناگوار لگا اور دل گھٹ گیا۔ اور کہنے لگے آج کا دن بڑا سخت ہے۔

۶۔ قَمْطَرِيْر: بمعنی دلوں کو سخت مضطر کر دینے والا (مف) قِمْطَرْ اس لکڑی کو کہتے ہیں جو مجرموں کے پاؤں پھیلانے اور سزا دینے کے لیے ہوتی ہے (م۔ ق) اور قَمْطَرِيْر بمعنی سخت شر یا شدید ایام (منجد) قرآن میں ہے:

اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا (۷۶/۱۰)

اور ہم کو اپنے پروردگار سے اس دن کا ڈر لگتا ہے (جو چہروں کو کریہ المنظر اور (دلوں کو) مضطر کرنے والا ہے۔ (جالندھری)

اداسی والے سخت دن سے (عثمانیؒ)

۷۔ قَاسِيَة: (قسو کا لفظ شدت اور صلابت پر دلالت کرتا ہے (م۔ل) قَسَا بمعنی سخت اور ٹھوس ہونا (منجد) حَجَرٌ قَاسٍ بمعنی سخت پتھر۔ اور اَلْقَسْوَة بمعنی سنگدل ہونا (مف) گویا قسوۃ کا لفظ بالعموم دل کی سختی، سنگدلی اور لطیف اور رحم کے جذبات سے عاری ہونے کے معنی میں آتا ہے۔ کہتے ہیں اَلذَّنْبُ مَقْسَاةٌ لِلْقَلْبِ گناہ دل کو سخت بنانے والا ہے (منجد) ارشادِ باری ہے:

فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (۳۹/۲۲)

ان پر افسوس ہے جن کے دل خدا کی یاد سے سخت ہو رہے ہیں۔

۸۔ غَلِيْظ: غَلَظَ بمعنی موٹا ہونا۔ گاڑھا ہونا۔ سخت ہونا۔ کھردرا ہونا یا ناہموار ہونا ــــ اور غَلَظَ الرَّجُل بمعنی مرد کا تند خو اور سخت کلام ہونا (منجد) اور غَلِيْظ (ضد لَيِّن) بمعنی سخت گاڑھا یا کھردرا۔ اور غَلِيْظُ الْقَلْب یعنی ایسا آدمی جو سنگدل بھی ہو اور تند خو بھی (ج غِلَاظ) ارشادِ باری ہے:

عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ (۶۶/۶)

دوزخ پر تند خو اور سخت مزاج فرشتے مقرر ہیں اور اللہ انہیں جو حکم دے وہ نافرمانی نہیں کرتے۔

۹۔ عَرِم: عُرَامٌ بمعنی مزاج کی تندی اور درشتی جس کا اثر انسان کے عمل میں ظاہر ہو ــــ اور عُرَامُ الْجَيْش بمعنی لشکر کی تندی، تیزی اور کثرت (مف) ارشادِ باری ہے:

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ (۳۴/۱۶)

تو ہم نے ان پر زور کا سیلاب چھوڑ دیا۔

ماحصل: (۱) اَشَقّ: ایسی تکلیف جو مالا یطاق ہو۔ (۲) اَشَدّ: کسی چیز کا بذاتِ خود سخت ہونا۔ (۳) اَدْهٰى: مصائب کے لحاظ سے سخت۔ (۴) رَابِيَة: ہر آن بڑھ جانے والا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا حقیقت سے کچھ تعلق نہ ہوتا تھا۔ ایسی قسموں کو اللہ تعالیٰ نے لغو قرار دیا اور قابل معافی بھی۔ اور جو قسم فی الواقعہ حقیقت پر مبنی ہو اسے یَمِیْن مُنْعَقِدَہ کہتے ہیں جو قابل گرفت ہے۔ ارشاد باری ہے:

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ (۲/۲۲۵) — اللہ تمہاری لغو قسموں پر تم سے مؤاخذہ نہیں کریگا مگر ایسی جو تم نے صدق دلی سے کھائی ہیں (ان پر مواخذہ کرے گا)۔

۳۔ حَلْف: حلف بمعنی کسی بات پر ثابت قدم رہنا (م۔ل) حلف وفاداری۔ درستی کے عہد و پیمان پر ثابت قدم رہنے کی قسم۔ اور حلیف قبائل وہ تھے جو صلح و جنگ میں ایک دوسرے کا ساتھ دینے کی قسمیں اٹھاتے تھے۔ گویا حلف سابقہ مخاصمت کو ختم کرنے اور وفاداری کے تعلقات قائم کرنے کے معنوں میں ہے (فق ل ۴۲) قرآن میں ہے:

وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ (۹/۴۲) — اور اب وہ خدا کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر وہ طاقت رکھتے تو ضرور تمہارے ساتھ نکل کھڑے ہوتے۔

۴۔ اَلِيَّة: اَلَا (یَاْلُوْا اَلْوًا) میں بنیادی طور پر دو معنی پائے جاتے ہیں (۱) کسی کام میں کوتاہی کرنا اور دیر لگانا۔ جیسے فرمایا:

لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا (۳/۱۱۸) — وہ لوگ تمہاری خرابی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں گے۔

اور (۲) قسم کھانا۔ اور اَلِيَّة بمعنی قسم۔ ایسی قسم جس پر قسم کھانے والے کو تکلیف اور کوتاہی کا سامنا کرنا پڑے (مف) اور ابن الفارس کے نزدیک کوئی اچھا کام پورا نہ کرنے کی قسم (م۔ل) ارشاد باری ہے:

وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ (۲۴/۲۲) — اور تم میں سے صاحب فضل اور آسودہ لوگ یہ قسم نہ کھا بیٹھیں کہ وہ قرابتداروں اور مسکینوں کو کچھ نہ دیں گے۔

۵۔ اِيْلَاء: اٰلٰى يُؤْلِيْ اِيْلَاءً بمعنی اپنی بیوی سے علیحدہ رہنے اور جنسی تعلقات منقطع کرنے کی قسم اٹھانا (مف) دور جاہلیت میں لوگ اس قسم کے ذریعہ اپنی بیویوں کو بہت پریشان اور تنگ کرتے تھے۔ شریعت نے اس کی مدت زیادہ سے زیادہ چار ماہ مقرر کرکے اس قباحت کا سدباب کر دیا۔ ارشاد باری ہے:

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ (۲/۲۲۶) — جو لوگ اپنی بیویوں سے ترک تعلق کی قسم کھا بیٹھتے ہیں انہیں چار ماہ انتظار کرنا چاہیے۔

ماحصل: (۱) قَسَم: رفع شک کے لیے۔
(۲) یَمِین: رفع الزام کے لیے اور عہد و پیمان کی توثیق کے لیے۔
(۳) حَلْف: دوستی کے عہد و پیمان کی توثیق کے لیے۔
(۴) اَلِيَّة: کسی اچھے کام کو پورا نہ کرنے کے لیے۔
(۵) اِيْلَاء: بیوی سے ترک تعلق کی قسم۔

۱۲ — قسم توڑنا

کے لیے نَکْث، نَقْض اور حِنْث کے الفاظ آئے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھنا ہے(مف) گو حقیقت میں ہر چیز کا رب اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ تاہم اس کی نسبت ایسے شخص کی طرف ہو سکتی ہے جو مالک بھی ہو اور اس کی تربیت کا ذمہ دار بھی ہو۔ ارشادِ باری ہے:

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا (۱۲/۴۱) — اے میرے جیل کے دونوں ساتھیو! تم میں سے ایک تو اپنے آقا کو شراب پلائے گا۔

۳۔ اَهْل بمعنی کنبہ۔ رشتہ دار۔ اور معنی گھر والے۔ اہل وعیال۔ بیوی اور بچے۔ اور اَهْلَ الرَّجُل بمعنی بیوی اور اَهَلَ الرَّجُل بمعنی شادی کرنا (منجد) اور اَهْل بمعنی ہم نسب یا ہم دین لوگ (مف) اور اَهْل بمعنی گھر والے بھی اور گھر بھی (دیکھیے "گھر") اور درج ذیل آیت میں قرآن نے اہل کا لفظ استعمال کرکے اس سے گھر کے مالک مراد لیا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ۔ (۴/۲۵) — (تو ان لونڈیوں کے ساتھ) ان کے مالکوں سے اجازت حاصل کرکے نکاح کرلو۔

ماحصل: (۱) مالك: قبضہ اور تصرف کا اختیار رکھنے والا۔

(۲) رَبّ: جو مالک بھی ہو اور تربیت بھی کرے۔ (۳) اَهْل: گھر والے۔ گھر اور گھر کا مالک۔

۵ — ماں

کے لیے وَالِدَة اور اُمّ کے الفاظ قرآن میں آئے ہیں۔

۱۔ وَالِدَة: وہ عورت جس نے بچہ جنا ہو۔ ماں۔ یہ لفظ محدود اور معروف معنوں میں مستعمل ہے۔ اور جب ماں باپ دونوں کا ذکر مقصود ہو تو والدین (تثنیہ مذکر) کا لفظ استعمال ہوگا (ج والدات) ارشادِ باری ہے:

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ (۲/۲۳۳) — اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔

۲۔ اُمّ: کا لفظ بڑے وسیع مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ اُمّ بمعنی حقیقی والدہ بھی اور ہر وہ چیز بھی جو کسی دوسری چیز کے وجود میں آنے یا اس کا مبدا ہونے یا اس کی اصلاح وتربیت کا سبب بنے (مف) لفظ اُمّ کا استعمال درج ذیل صورتوں میں ہوتا ہے:

(۱) بطور حقیقی والدہ، ارشادِ باری ہے:

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ (۲۸/۷) — اور ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی بھیجی کہ اُسے دودھ پلاؤ۔

(۲) جس طرح اَب کا لفظ حقیقی والد کے علاوہ دادا، پردادا اور اُوپر کی نسلوں تک استعمال ہوتا ہے اسی طرح اُمّ کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ جس طرح حضرت آدمؑ ابوالبشر ہیں اسی طرح حوّا بھی اُمّ البشر ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور زُحْزِحَ عَنْ بمعنی کسی مضرت سے دور کرنا۔ ارشادِ باری ہے :

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ۔ (۳/۱۸۵)
اور جو شخص آگ (جہنم) سے دُور ہٹا دیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وُہ نجات پا گیا۔

۴۔ دَرَءَ : بمعنی کسی شخص کو پوری قوت سے دُور کر کے اسے کسی تکلیف اور مضرت سے بچا لینا (مف) اور بمعنی زور سے دھکیلنا۔ ہٹانا (منجد) ارشاد باری ہے :

وَيَدْرَءُاعَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ (۲۴/۸)
اور اگر (ملزم) عورت چار دفعہ اللہ کی قسم اٹھائے تو یہ بات اس کو سزا سے دُور ہٹا دے گی (بچا لے گی)

اور اِدّٰرءَ بمعنی اپنا الزام دوسرے پر تھوپ دینا۔ جس سے وُہ خود سزا سے بچ جائے۔ ارشادِ باری ہے :

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا۔ (۲/۷۲)
اور جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا تو اسے ایک دوسرے کے سر مڑھنے لگے۔

۵۔ دَعَّ : بمعنی دھکے مار کر نکال دینا۔ سختی سے دفع کرنا (ف ل ۱۸۸) ارشاد باری ہے :

فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ (۱۰۷/۲)
جو ایسا ہی آدمی یتیم کو دھکے مارتا ہے۔

۶۔ دَحَرَ : میں دو باتیں بنیادی طور پر پائی جاتی ہیں (۱) دھتکارنا (۲) دور کرنا (م۔ل) یعنی کسی کو دھتکار کر وہاں سے نکال دینا۔ ارشادِ باری ہے :

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا۔ (۷/۱۸)
اللہ تعالیٰ نے (ابلیس سے) کہا۔ اس (جنت) سے نکل جا۔ پاجی مردود!

۷۔ خَسَأَ : خَسَأَ النَّظَرُ بمعنی نظر کا تھکنا اور کمزور ہونا۔ اور خَسَأَ الْكَلْبَ بمعنی کتے کو دھتکارنا اور خاسئ من الکلاب والخنازیر بمعنی دھتکارے ہوئے اور ہنکائے ہوئے کتے اور سؤر جن کو لوگوں کے پاس نہ پھٹکنے دیا جاتے (منجد) ارشادِ باری ہے :

فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ۔ (۲/۶۵)
تو ہم نے ان سے کہا کہ ذلیل و خوار بندر بن جاؤ۔

ماحصل : (۱) دَفَعَ : کسی چیز کی حفاظت وحمایت میں خطرہ یا حملہ کو ہٹانا۔

(۲) جَنَّبَ : کسی کو ایک طرف کر دینا۔ ہٹانا۔ عام ہے۔

(۳) زَحْزَحَ : کسی کو کسی مقام سے دور کر کے مضرت سے بچانا۔

(۴) دَرَءَ : پوری قوت اور کوشش سے مضرت کو دور رکھنا۔

(۵) دَعَّ : کسی کو دھکے مار کر نکال دینا۔ ہٹا دینا۔

(۶) دَحَرَ : کسی کو دھتکار کر نکال دینا۔ وجہ خواہ کچھ ہو۔

(۷) خَسَأَ : کسی کو ذلیل و خوار سمجھ کر ازراہِ نفرت دھتکارنا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لفظ اور معنی	ضد	لفظ اور معنی	ضد	لفظ اور معنی	ضد
ک		منع روکنا۔ بخل کرنا	إعطاء	و	
(کبر) کبیر۔ اکبر بڑا	صغیر۔ اصغر	موت	حیات	وحش نہ مانوس ہونے والے جانور	إنس
کَتَمَ چھپانا	آبدا	ن			
کثر کثیر یا مقدار میں زیادہ	قل قلیل	نثر بکھیرنا۔ پراگندہ کرنا	نظم	وَرَدَ آپہنچا	صَدَرَ
کذب جھوٹ بولنا	صدق	نحس	سعد	(وری) واری	آبدا
کِذّبَ کِذّبَ	صِدّق	(نذر) نذیر (ڈرانے والا)	بشیر	وصل ملانا	فصل
کرم (اکرم) عزت کرنا	آهانَ	نزل اترنا	عرج	جوڑنا	قطع
کشف پردہ ہٹانا۔ کھولنا	سَتَرَ	نَسِیَ بھولنا	ذَکَرَ	اتّصال ملنا	انفصال
کفر کفر کرنا	امن	نسیان	حفظ	وضع رکھنا۔ نیچے رکھنا	رفع
ناشکری کرنا	شکر	نشر کھولنا	طوی	وَفیٰ (وعدہ وغیرہ) پورا کرنا	غدر
کُلّ پورا۔ سارا	جزء	نطق بولنا	صمت	(وقی) تقویٰ پرہیزگاری	عدوان
کامل مکمل	ناقص	نِعم اچھا۔ خوب	بِئس	ولایت	عداوت
کن (اکن) چھپانا	أعلن أظهر	نعماء خوشحالی	ضرّاء بأساء	ھ	
	عَرَضَ	نَفَدَ ختم ہونا	بقی	هجر ترک تعلقات	وصل
کَفَرَ ناشکری کرنا	شَکَرَ	نفور نفرت کرنا۔	شهوة	(هدی) ہدایت	ضلال
ل		نفع فائدہ	ضرّ	اهتدیٰ ہدایت پانا	ضل
لقح باربردار ہونا	عقم	نفی دور ہٹانا۔ جلاوطن کرنا	ثبت	هزم شکست کھانا	فتح
لَیل رات	نهار	نقص گھٹانا	زاد	(هون) آهان۔ توہین کرنا	اکرم
لین نرم۔ نرم خو	فظّ	نقض عہد وغیرہ کو توڑنا کمزور کرنا	ابرم	ی	
م				یاس ناامیدی	رجاء
محو (محا) مٹانا	ثبت	نکر اجنبی۔ اچنبھا ہونا	عرف	یابس خشک	رطب
محق زور ختم کر دینا۔ نابود کرنا	ربی	انکار	اقرار	یُسر آسانی	عُسر
		منکر	معروف	یمین دائیں طرف	شمال
مَدَّ کھینچنا اور پھیلانا	قَصَرَ	نکرہ	معرفة	یُمن برکت	شئم
مدح	ذَمّ	نور روشنی	ظُلمة	مَیمنة بابرکت	مَشئَمة
(مسو) امسا شام کو کرنا	أصبح	نهار دن	لیل	میمنة دائیں طرف والے	میسرة
مضی	إستقبل	نهی منع کرنا۔ روکنا	أمر		
مَلَك فرشتہ	بشر				

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ